صاحب تعریب کا تعارف

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر کی یہ جدید تعریب اور قدیم تعریب کی تہذیب وترتیب اور اضافۂ عناوین کی خدمت جلیل القدر صاحب قلم، دار العلوم دیوبند کے مقبول ترین استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم نے انجام دی ہے، موصوف کے تلامذہ کا حلقہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے تلامذہ اور دوسرے حضرات موصوف کے احوال معلوم کرنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں، لوگوں نے بار بار آپ سے اصرار کیا، مگر موصوف تواضع کی وجہ سے اپنے حالات کو قابل اشاعت نہیں سمجھتے۔ چونکہ یہ شرح جدید تعریب کی ہے اور اب جدید تعریب ہی داخل درس ہے اس لئے طلباء اور اساتذہ کی قدرتی خواہش یہ ہوسکتی ہے کہ موصوف کے کچھ احوال منظر عام پر آئیں تاکہ شائقین استفادہ کرسکیں، میں چونکہ حضرت موصوف کا اولین شاگرد اور شب وروز کا ساتھی ہوں اس لئے کوشش کرتا ہوں کہ مختصر طور پر کچھ حالات پیش کروں۔

ولادت باسعادت اور نام

آپ کی تاریخ ولادت محفوظ نہیں۔ البتہ والد محترم نے جب آپ ڈیڑھ، پونے دو سال کے تھے، ڈبھاڈ (آپ کا موجودہ وطن) کی زمین خریدی تھی اس کا بیع نامہ موجود ہے اس کی رو سے والد صاحب نے اندازے سے آپ کا سن پیدائش ۱۹۴۰ء کا آخر مطابق ۱۹۹۷سمت بکرمی مطابق ۱۳۶۰ھ بتایا ہے۔ آپ موضع "کالیڑہ" ضلع بناس کانٹھا (شمالی گجرات) میں پیدا ہوئے۔ بناس ایک ندی کا نام ہے اور کانٹھا گجراتی میں بمعنی کنارہ ہے۔ اور بناس کانٹھا ایک علاقہ کا نام ہے اور اب ایک ضلع ہے، جو بناس ندی کے جنوب میں واقع ہے، اس ضلع کا مرکزی شہر "پالن پور" ہے، جو آزادی سے پہلے مسلمان نواب کی اسٹیٹ تھی، کالیڑہ پالن پور سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق میں واقع ہے اور علاقہ پالن پور کی مشہور بستی ہے جہاں ایک عربی مدرسہ "سلم العلوم" کے نام سے قائم ہے، جس میں متوسطات تک کی تعلیم ہوتی ہے۔

آپ کا نام والدین نے صرف "احمد" رکھا تھا۔ کیونکہ آپ کے ایک بڑے اخیافی بھائی احمد نامی ہیں، ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے والدہ صاحبہ نے آپ کا نام بھی احمد رکھا تھا۔ سعید احمد آپ نے اپنا نام خود رکھا ہے، جب آپ نے مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ لیا تو اپنا نام سعید احمد لکھوایا تھا اس وقت سے آپ کی عالمی شہرت سعید احمد کے نام سے ہے، مگر پالن پور میں جو کتابیں آپ کو انعام میں ملی ہیں ان پر "انعام احمد یوسف کالیڑہ" لکھا ہوا ہے اور خاندان کے بڑے بوڑھے اب بھی آپ کو "احمد بھائی" ہی کہتے ہیں، اگرچہ اب ایسے بوڑھے دو چار ہی رہ گئے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی "یوسف" دادا کا نام "علی" ہے جو احتراماً "علی جی" کہلاتے تھے۔ آپ کا خاندان "ڈھکا" اور برادری "مومن" ہے، جس کے تفصیلی احوال "مومن قوم اپنی تاریخ کے آئینہ میں" مذکور ہیں۔

تعلیم و تربیت

جب آپ کی عمر پانچ، چھ سال کی ہوئی، تو والد صاحب نے جوڈ بھاڈ کے کھیتوں میں رہتے تھے آپ کی تعلیم کا آغاز فرمایا، لیکن والد مرحوم کھیتی باڑی کے کاموں کی وجہ سے موصوف کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دے سکتے تھے، اس لئے آپ کو اپنے وطن "کالیڑہ" کے مکتب میں بٹھادیا، آپ کے مکتب کے اساتذہ یہ ہیں (۱) مولانا داؤد صاحب چودھری رحمہ اللہ (۲) مولانا حبیب اللہ صاحب چودھری زید مجدہم (۳) اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب جونکیہ دامت برکاتہم، جو گذشتہ سال تک دارالعلوم آنند (گجرات) میں شیخ الحدیث تھے، اب فالج کی وجہ سے صاحب فراش ہیں اللہ تعالی ان کو صحت وعافیت عطا فرمائیں۔

مکتب کی تعلیم مکمل کر کے موصوف اپنے ماموں مولانا عبد الرحمٰن صاحب شیرا قدس سرہ کے ہمراہ "چھاپی" تشریف لے گئے، اور دارالعلوم چھاپی میں اپنے ماموں اور دیگر اساتذہ سے فارسی کی ابتدائی کتابیں چھ ماہ تک پڑھیں، چھ ماہ کے بعد آپ کے ماموں دارالعلوم چھاپی کی تدریس چھوڑ کر گھر آگئے، تو آپ بھی اپنے ماموں کے ہمراہ آگئے، اور چھ ماہ تک اپنے ماموں سے ان کے وطن "جونی سیندھنی" میں فارسی کی کتابیں پڑھتے رہے۔

اس کے بعد مصلح امت حضرت مولانا محمد نذیر میاں صاحب پالن پوری قدس سرہ کے مدرسہ

میں جو پالن پور شہر میں واقع ہے داخلہ لیا، اور چار سال تک حضرت مولانا مفتی محمد اکبر میاں صاحب پالن پوری اور حضرت مولانا ہاشم صاحب بخاری رحمہما اللہ سے عربی کی ابتدائی اور متوسط کتابیں پڑھیں——— مصلح امت حضرت مولانا محمد نذیر میاں صاحب قدس سرہ وہ عظیم ہستی ہیں، جنھوں نے اس آخری زمانہ میں "مومن برادری" کو بدعات و خرافات اور تمام غیر اسلامی رسوم سے نکال کر ہدایت و سنت کی شاہراہ پر ڈالا، اور "مومن برادری" کی مکمل اصلاح فرمائی، آج علاقۂ پالن پور میں جو دینی فضا نظر آرہی ہے، وہ حضرت مولانا ہی کی خدمات کا ثمرہ ہے۔ اور حضرت مولانا محمد اکبر میاں صاحب آپ کے چھوٹے بھائی اور آپ کے دست راست تھے۔ اور حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب بخاری، بخاریٰ سے دار العلوم دیوبند میں تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے، فراغت کے بعد پہلے پالن پور، پھر امداد العلوم وڈالی گجرات، پھر جامعہ حسینہ راندیر (سورت) پھر دار العلوم دیوبند میں تدریس کی خدمات انجام دیں، اور آخر میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے، وہیں آپ کا انتقال ہوا، اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

مظاہر علوم میں داخلہ:

شرح جامی تک پالن پور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ نے ۱۳۷۷ھ میں سہارن پور (یو، پی) کا سفر کیا، اور مظاہر علوم میں داخلہ لے کر تین سال تک امام النحو والمنطق حضرت مولانا صدیق احمد صاحب جموی قدس سرہ سے نحو اور منطق و فلسفہ کی اکثر کتابیں پڑھیں، نیز حضرت مولانا محمد یامین صاحب سہارن پوری، حضرت مولانا مفتی یحیٰ صاحب سہارن پوری، حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری رحمہم اللہ اور حضرت مولانا وقار علی صاحب بجنوری زید مجدہم سے بھی کتابیں پڑھیں۔

دار العلوم دیوبند میں داخلہ

پھر فقہ، حدیث، تفسیر اور فنون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۱۳۸۰ھ میں دار العلوم دیوبند کا رخ کیا، دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر پہلے سال حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب بلند شہری مدظلہ العالی سے تفسیر جلالین مع الفوز الکبیر، حضرت مولانا سید اختر حسین صاحب دیوبندی قدس سرہ سے ہدایہ اولین، اور حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب بلند شہری رحمہ اللہ سے تصریح

بست باب، "شرح چغمینی" رسالہ فتحیہ اور رسالہ شمسیہ علم ہیئت کی کتابیں پڑھیں، اور دوسرے سال مشکوٰۃ شریف، ہدایہ آخرین تفسیر بیضاوی، وغیرہ کتابیں پڑھیں، اور ۱۳۸۲ھ موافق ۱۹۶۲ء میں جو کہ دارالعلوم دیوبند کا سوواں سال ہے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں جن حضرات اکابر سے پڑھا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا سید اختر حسین صاحب دیوبندی (۲) حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب بلند شہری (۳) حضرت مولانا سید حسن صاحب دیوبندی (۴) حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب کیرانوی (۵) حضرت مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی (۶) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دیوبندی (۷) حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مرادآبادی (۸) حضرت مولانا محمد ظہور صاحب دیوبندی (۹) فخر المحدثین حضرت مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی (۱۰) امام المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی (۱۱) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری (۱۲) شیخ محمود عبد الوہاب محمود صاحب مصری قدس اللہ اسرارہم ونور اللہ قبورہم (۱۳) اور حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب، بلند شہری دامت برکاتہم وعمت فیوضہم۔

اس وقت آپ کے مذکورہ بالا اساتذۂ کرام میں سے صرف دو حضرات بقید حیات ہیں، دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب مدظلہ اور مظاہر علوم میں حضرت مولانا وقار علی صاحب بجنوری زید مجدہم۔ باقی تمام اساتذہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ موصوف اپنے بعض احوال اور کتب حدیث کے اساتذہ کرام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ:

خاکپائے علماء: سعید احمد بن یوسف بن علی بن جیوا (یعنی یحییٰ) بن نور محمد پالن پوری، گجراتی ثم دیوبندی، تاریخ ولادت محفوظ نہیں، والد ماجد رحمہ اللہ نے اندازے سے ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۲ء بتائی ہے، (والد صاحب کا بتایا ہوا اندازہ وہ ہے جو پہلے گذرا ہے) دارالعلوم دیوبند میں داخلہ ۱۳۸۰ھ میں لیا، اور ۱۳۸۲ھ میں فاتحۂ فراغ پڑھا، بخاری شریف حضرت فخر المحدثین سے، مقدمۂ مسلم شریف ومسلم شریف کتاب الایمان وترمذی شریف جلد اول حضرت علامہ بلیاوی سے، اور باقی مسلم شریف حضرت مولانا بشیر احمد خاں صاحب بلند شہری سے، اور ترمذی جلد ثانی مع کتاب العلل وشمائل اور ابوداؤد شریف حضرت علامہ فخر الحسن مرادآبادی سے، نسائی شریف حضرت مولانا محمد ظہور صاحب دیوبندی سے، طحاوی شریف حضرت مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری سے، اور

مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا سید حسن صاحب دیوبندی سے، اور ان کے انتقال کے بعد جلد اول حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب دیوبندی سے، اور جلد دوم حضرت مولانا اسلام الحق صاحب اعظمی سے پڑھی، اس سال موطا مالک حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی اور موطا محمد حضرت مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندی کے پاس تھی۔ (مشاہیر محدثین و فقہائے کرام ص ۲۷ و ۲۸)

اول نمبر سے کامیابی

آپ بچپن سے ہی نہایت ذہین و فطین، کتب بینی اور محنت کے عادی تھے، اس پر مذکورہ بالا اساتذہ کرام کی تعلیم و تربیت نے آپ کی استعداد و صلاحیت کو بائیس سال کی عمر میں ہی بام عروج پر پہنچا دیا تھا، چنانچہ دار العلوم دیوبند جیسی عظیم دینی درسگاہ کے سالانہ امتحان میں آپ نے اول نمبر سے کامیابی حاصل کی تھی، جبکہ اس سال بعض پختہ استعداد والے فارغ شدہ فضلاء نے بھی دورۂ حدیث میں محض اس غرض سے داخلہ لیا تھا کہ وہ اول نمبر سے کامیاب ہوں گے، آپ نے کتب حدیث کے سالانہ امتحان میں جو نمبرات حاصل کئے تھے اور اس پر جو انعام پایا تھا وہ حسب ذیل ہے:

نمبر اول: مولوی سعید احمد پالن پوری، بخاری شریف ۵۰، ترمذی شریف ۵۰، ابو داؤد شریف ۵۰، نسائی شریف ۵۰، ابن ماجہ شریف ۵۰، طحاوی شریف ۵۰، شمائل ۵۰، موطا امام مالک ۵۰، موطا امام محمد ۵۰، مسلم شریف ۴۵، عمومی انعام: قرآن مجید مجلد، شرح عقائد نسفی، ملا حسن، خصوصی انعام: تفسیر بیان القرآن مکمل (روئداد ۱۳۸۲ھ)

دار الافتاء میں داخلہ اور آپ کا پہلا شاگرد

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد آپ نے شوال ۱۳۸۲ھ میں تکمیل افتاء کے لئے درخواست دی، یکم ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ کو آپ کا دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں داخلہ ہو گیا، اور حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری کی نگرانی میں کتب فتاوی کا مطالعہ اور فتوی نویسی کی مشق کا آغاز فرمایا۔

آپ اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑے ہیں، اس لئے دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد اپنے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی، اور راقم الحروف کو ۱۳۸۲ھ میں اپنے ہمراہ دیوبند لائے، اور حضرت قاری کامل صاحب دیوبندی کی درسگاہ میں احقر کو حفظ قرآن

کریم کے لئے بٹھایا، مگر میں اپنی نااہلیت کی وجہ سے قاری صاحب مرحوم سے ٹھیک سے استفادہ نہ کرسکا تو میرے حفظ قرآن کی پوری ذمہ داری آپ نے سنبھالی، اور ڈیڑھ سال میں مجھے حافظ بنادیا ——— اسی سال آپ نے سماحۃ الشیخ محمود عبد الوہاب محمود صاحب مصری کے پاس حفظ بھی شروع کیا، جو قرآن کریم کے جید حافظ اور مصری قاری تھے، اور جامعۃ الازہر قاہرہ کی طرف سے دار العلوم دیوبند میں مبعوث تھے۔

الغرض ۸۲ ۱۳ھ اور ۱۳۸۳ھ میں آپ ایک طرف کتب فتاوی کا مطالعہ، فتوی نویسی کی مشق کرتے تھے، دوسری طرف احقر کو حفظ کراتے تھے اور خود بھی حفظ کرتے تھے، اور ان کاموں میں ایسے مصروف و منہمک تھے کہ رمضان المبارک میں بھی وطن تشریف نہیں لے گئے، اور میں بھی نہیں گیا۔ رمضان المبارک کے بعد اپنے دوسرے بھائی مولوی عبد المجید زید مجدہم کو بھی دیوبند بلالیا ——— ادھر افتاء کمیٹی نے آپ کی صلاحیتوں کو مزید پروان چڑھانے کے لئے دار الافتاء کے داخلہ میں ایک سال کی توسیع کردی، چنانچہ ۸۴-۱۳۸۳ھ میں آپ بھائی مولوی عبد المجید صاحب کو فارسی کی کئی کتابیں پڑھاتے تھے، مجھے حفظ کراتے تھے، خود ایک طرف حفظ کرتے تھے دوسری طرف فتوی نویسی کی خوب مشق کرتے تھے، اور فتوی نویسی میں اتنی مہارت رکھتے تھے کہ چھ ماہ کے بعد دار العلوم دیوبند کے ارباب انتظام نے آپ کا معین مفتی کی حیثیت سے دار الافتاء دار العلوم دیوبند میں تقرر کردیا، جبکہ اس زمانہ میں معین مفتی رکھنے کا رواج نہیں تھا، جیسا کہ اب ہے، مفتی سید مہدی حسن صاحب اپنی ایک رپورٹ میں ارقام فرماتے ہیں کہ:

> "۱۳۸۳ھ میں میری غیبت میں کمیٹی نے بارہ طلباء کا انتخاب کیا تھا، جن میں پانچ امدادی اور سات غیر امدادی تھے، جن کو میں نے آکر مشق کرائی، اور ان کو رسم المفتی ختم کرائی اور سالانہ امتحان میں کامیاب ہوئے، جن کے نام ذیل میں درج ہیں:
>
> مولوی سعید احمد پالن پوری: یہ وہی طالب علم ہیں جن کو بطور اجیر فتوی نویسی کے لئے رکھا گیا، جو مفتی محمود حسن (نانوتوی) صاحب کے معاون افتاء، اور استخراج جزئیات از کتب فقہ میں معین تھے............ والسلام
>
> سید مہدی حسن غفرلہ خادم دار الافتاء
>
> دار العلوم دیوبند ۵-۱-۸۵ھ

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

۱۳۸۳ھ میں چونکہ مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری بیمار ہو کر اپنے وطن شاہ جہاں پور چلے گئے تھے، اس لئے دار الافتاء میں ایک نئے مفتی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب نانوتوی کا تقرر ہوا تھا اس زمانہ میں موصوف کو مفتی محمود حسن صاحب نانوتوی کا معین بنایا گیا تھا، آپ نے مفتی صاحب کا ایسا تعاون فرمایا، اور اپنی مہارت کا ایسا ثبوت پیش کیا کہ مفتی محمود حسن صاحب نانوتوی قدس سرہ نے ۱۳۸۴ھ کے آخر میں حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند کے نام ایک طویل تحریر لکھی، اور آپ کے تقرر کی سفارش فرمائی۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے مفتی صاحب کے حسب ایما افتاء کمیٹی کے ممبران کے نام ایک تحریر لکھی، اور دفتر کو روانہ کرنے کے لئے دی تو بعض حضرات نے وہ تحریر رکوادی اور آپ کا مستقل تقرر نہ ہو سکا۔ جب حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہ نے آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ کو قدرتی طور پر صدمہ ہوا اس پر حضرت علامہ نے ارشاد فرمایا کہ: "مولوی صاحب! گھبراؤ نہیں، اس سے اچھے آؤ گے" یہ پیشین گوئی نو سال کے بعد بحمد اللہ حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

راندیر میں آپ کا تقرر

الغرض اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی طرف سے دار الافتاء دار العلوم دیو بند کی تدریس اور فتوی نویسی کی جو راہیں کھلی تھیں، کرم فرماؤں کی کوششوں سے بند ہوگئیں، تو حضرت علامہ بلیاوی قدس سرہ کے توسط سے آپ کا تقرر دار العلوم اشرفیہ راندیر (سورت) میں درجۂ علیا کے استاذ کی حیثیت سے ہو گیا۔

۲۱ر شوال ۱۳۸۴ھ کو مادر علمی دار العلوم دیو بند کو خیر باد کہہ کر آپ پہلے گھر تشریف لے گئے، ایک ہفتہ گھر پر قیام کیا، والدین کی زیارت کا شرف حاصل کیا، پھر بھائی مولوی عبد المجید صاحب کو جو احقر سے تقریباً دو سال بڑے ہیں اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کو جو مجھ سے تقریباً سات آٹھ سال چھوٹے ہیں، اور راقم الحروف کو ساتھ لے کر راندیر (سورت) تشریف لے گئے۔ اور دار العلوم اشرفیہ میں تدریس کا آغاز فرمایا۔

راندیر میں آپ کی خدمات

ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ سے شعبان ۱۳۹۳ھ تک (۹ سال) دار العلوم اشرفیہ راندیر (سورت) میں موصوف نے ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، طحاوی شریف، شمائل، موطین، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف مع الفوز الکبیر، ترجمہ قرآن کریم، ہدایہ آخرین، شرح عقائد نسفی، اور حسامی وغیرہ بہت سی کتابیں پڑھائیں، اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے، اسی عرصہ میں موصوف نے ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں، حرمت مصاہرت، العون الکبیر اور مولانا محمد بن طاہر پٹنی قدس سرہ کی "المغنی" کی عربی شرح وغیرہ تصانیف ارقام فرمائیں، جن میں سے پہلی تین تصنیفات شائع ہو چکی ہیں، اور آخری تصنیف ابھی تک شائع نہیں ہوئی، نیز اسی زمانہ میں موصوف نے قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کی کتابوں اور علوم و معارف کی تسہیل و تشریح کا آغاز فرمایا۔ ایک مضمون "افادات نانوتوی" کے نام سے اسی زمانہ میں الفرقان لکھنو میں قسط وار شائع ہوا تھا، جو نہایت قیمتی مضمون ہے۔

دار العلوم دیوبند میں آپ کا تقرر

موصوف کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب بخاری نے جو پہلے جامعہ حسینیہ راندیر میں پڑھاتے تھے، پھر دار العلوم دیوبند میں ان کا تقرر ہو گیا تھا موصوف کو خط سے مطلع کیا کہ دار العلوم دیوبند میں ایک مدرس کی جگہ خالی ہے، لہٰذا آپ دار العلوم میں تدریس کی درخواست بھیجیں۔ موصوف نے جناب مولانا حکیم محمد سعد رشید صاحب اجمیری مدظلہ کے مشورہ سے درخواست بھیج دی، اس کے ہمراہ ایک مکتوب حضرت قاری محمد طیب صاحب کے نام ارسال فرمایا۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے اس کے جواب میں جو گرامی نامہ بھیجا وہ درج ذیل ہے:

> محترمی و مکرمی زید مجدکم
>
> سلام مسنون، نیاز مقرون، گرامی نامہ باعث مسرت ہوا، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر کام کرنے کی اطلاع سے غیر معمولی خوشی ہوئی، جو صورت آپ نے اختیار فرمائی ہے وہ مناسب ہے، خود میرے ذہن میں ان کتب کی خدمت کی مختلف صورتوں میں سے ایک

یہ صورت بھی تھی، الفرقان میں پڑھنے کی نوبت نہیں آئی، ان شاء اللہ رسائل منگوا کر مستفید ہوں گا، اور جو رائے قائم ہوگی وہ عرض کروں گا۔

درخواست منسلکہ مجلس تعلیمی میں بھیج رہا ہوں، اس پر وہاں سے کوئی کاروائی ضرور کی جائے گی، اس کی اطلاع دی جائے گی، دعا کی درخواست، قاسم العلوم (کے) میرے پاس دو نسخے تھے، ایک نسخہ اسی ضرورت سے وہاں بھیجا گیا، مگر واپس نہیں ہوا، اب ایک رہ گیا ہے جو صاحب نقل کرنا چاہیں وہ ایک وقت مقرر کر کے میرے کتب خانہ میں ہی بیٹھ کر نقل فرمالیا کریں۔ اور یہاں بحمد اللہ خیریت ہے والسلام

محمد طیب از دیوبند

۷-۷-۹۳ھ

یہ گرامی نامہ ۷؍رجب ۱۳۹۳ھ کا لکھا ہوا ہے، اسی سال شعبان میں جب مجلس شوری کا انعقاد ہوا، اور درجات عربیہ کے لئے ایک مدرس کے تقرر کا تذکرہ آیا تو حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی قدس سرہ نے موصوف کا نام پیش کیا اور اسی مجلس میں موصوف کا تقرر ہو گیا، موصوف کو شعبان ہی میں اس کی اطلاع دے دی گئی، رمضان المبارک کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے، اس وقت سے آج تک موصوف دارالعلوم دیوبند میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائیں، اور ان کے فیوض و برکات کو عام اور تام فرمائیں! آمین یارب العالمین!

دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی خدمات

شوال ۱۳۹۳ھ سے ان سطور کے لکھنے تک موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں جو کتابیں پڑھائیں اور پڑھا رہے ہیں ان کی تفصیل سن وار درج ذیل ہے:

۹۳-۹۴ھ میں: مسلم الثبوت، ہدایۃ اول، سلم العلوم، ہدیہ سعیدیہ، جلالین شریف نصف اول مع الفوز الکبیر، ملا حسن۔

۹۴-۱۳۹۵ھ میں: مسلم الثبوت، شرح عقائد جلالی، ملا حسن، جلالین شریف نصف ثانی مع الفوز الکبیر۔

۹۶-۱۳۹۵ھ میں: مسامرہ، دیوان متنبی، میبذی، تفسیر بیضاوی پارہ ۲۱ تا ۲۵

۹۷-۱۳۹۶ھ میں: دیوان متنبی تفسیر بیضاوی پارہ ۲۶ تا ۳۰، ملا حسن، مشکوۃ شریف (عارضی)

۹۸-۱۳۹۷ھ میں: مشکوٰۃ شریف جلد ثانی مع نخبۃ الفکر، حسامی (صرف قیاس) ملا حسن، سبعہ معلقہ۔ ہدایہ ربع ثانی، موطا امام مالک۔

۹۹-۱۳۹۸ھ میں: دیوان حماسہ، سبعہ معلقہ، بیضاوی شریف سورۂ بقرۃ، مشکوۃ شریف جلد ثانی مع نخبۃ الفکر، تفسیر مظہری پارہ ۱۶ تا ۲۰، موطا امام مالک، سراجی، نسائی شریف۔

۱۴۰۰ھ میں: مشکوۃ شریف جلد ثانی مع نخبۃ الفکر، بیضاوی شریف پارہ ۲۱ تا ۲۵، دیوان حماسہ، سبعہ معلقہ، موطا امام مالک، سراجی۔

۱۴۰۱ھ میں: مشکوٰۃ شریف جلد اول مع نخبۃ الفکر، بیضاوی شریف پارہ ۲۶ تا ۳۰، تفسیر مدارک پارہ ۶ تا ۱۰، سراجی، موطا امام محمد۔

۱۴۰۲ھ میں: ترمذی شریف، بیضاوی شریف سورۂ بقرہ، ابو داؤد شریف، بخاری شریف، جلد ثانی موطا امام مالک، موطا امام محمد۔

۱۴۰۳ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، بیضاوی شریف سورۂ بقرہ مسلم شریف جلد اول، مقدمہ ابن صلاح، رشیدیہ، ابن ماجہ شریف،

۱۴۰۴ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، بیضاوی شریف سورۂ بقرہ، ہدایہ رابع طحاوی شریف۔

۱۴۰۵ھ میں: ترمذی شریف جلد اول: بیضاوی شریف سورۂ بقرہ۔ ہدایہ ثالث، بخاری شریف جلد اول، طحاوی شریف۔

۱۴۰۶ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، تفسیر القرآن، ہدایہ رابع، طحاوی شریف۔

۱۴۰۷ھ میں: تلخیص الاتقان، ترمذی شریف جلد اول، ہدایہ رابع، طحاوی شریف۔

۱۴۰۸ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، ہدایہ رابع، طحاوی شریف، حجۃ اللہ البالغہ۔

۱۴۰۹ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، ہدایہ رابع، طحاوی شریف، حجۃ اللہ البالغہ۔

۱۴۱۰ھ میں: ترمذی شریف جلد اول، ہدایہ ثالث، طحاوی شریف، پڑھائیں ——— اور ۱۴۱۱ھ سے ان خدمات کے تذکرہ تک ترمذی شریف جلد اول، طحاوی شریف، اور حجۃ اللہ البالغہ پڑھا رہے ہیں۔

دیگر خدمات

مذکورہ بالا تعلیمی و تدریسی خدمات کے علاوہ موصوف نے دار العلوم دیوبند میں جو خدمات انجام دیں، اور دے رہے ہیں ان کے مفصل تذکرہ کی اس مختصر تعارف میں گنجائش نہیں، صرف چند خدمات کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) ۱۴۰۲ھ میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب زید مجدہم نے طویل رخصت لے لی تھی، حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہ سہارن پور چلے گئے تھے، اور کچھ مفتیان کرام نے دار العلوم سے علحدگی اختیار کرلی تھی۔ اس لئے ارباب انتظام نے موصوف اور راقم الحروف کو کتب متعلقہ کی تدریس کے ساتھ شعبۂ افتاء کی نگرانی اور فتوی نویسی کا حکم دیا تھا، جس کو بحسن و خوبی موصوف اور راقم الحروف نے انجام دیا، دونوں حکموں کی نقل درج ذیل ہے:

نقل حکم ۳۵۳۲ برائے دار الافتاء مورخہ ۴/۱۰/۱۴۰۲ھ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ناظم شعبۂ دار الافتاء نے طویل رخصت حاصل کی ہے، حضرت موصوف کی عدم موجودگی میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شعبہ کی نگرانی کریں گے، اور تمام جوابات ان کی تصحیح کے بعد ہی روانہ ہوں گے، اس لئے کوئی فتوی بغیر مولانا کے دستخط کے دار الافتاء سے روانہ نہ کیا جائے۔

(مولانا) نصیر احمد
نائب مہتمم دار العلوم دیوبند

نقل حکم ۳۵۷۲

مولانا مفتی محمد امین صاحب استاذ دار العلوم دیوبند

سلام مسنون، دار الافتاء میں افتاء کی ڈاک اور جوابات کے کام کے پیش نظر طے کیا گیا ہے کہ آپ روزانہ دو گھنٹہ دار الافتاء میں تشریف لاکر فتوی تحریر فرمادیا کریں۔

(مولانا) نصیر احمد
نائب مہتمم دار العلوم دیوبند
۶/شوال ۱۴۰۲ھ

اس سے پہلے ۱۳۹۵ھ میں بھی موصوف کو دار الافتاء دار العلوم دیوبند کی نگرانی سپرد کی گئی تھی، جس کی نقل حسب ذیل ہے:

گرامی خدمت مولانا سعید احمد صاحب مدرس دار العلوم

سلام مسنون، دار الافتاء میں اس وقت نہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب ہیں، اور نہ دوسرے دونوں حضرات ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فارغ اوقات میں آپ دار الافتاء میں تشریف رکھ کر کاموں کی نگرانی فرمادیں۔ دار الافتاء میں بھی اس کی نقل ارسال کی جارہی ہے۔

(مولانا) نصیر احمد
نائب مہتمم دار العلوم دیوبند
۱۳۹۵/۲/۷ھ

(۲) جب سے دار العلوم دیوبند میں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا قیام عمل میں آیا ہے، آپ اس کے ناظم اعلی ہیں ۱۴۱۹ھ میں آپ نے اس منصب سے سبکدوش ہونے کی مجلس شوری سے درخواست کی تھی، مگر مجلس شوری نے منظور نہیں فرمائی، اور ایک ہزار روپئے ماہانہ الاؤنس کے طور پر طے فرمائے، مگر موصوف نے الاؤنس لینے سے انکار کر دیا، اور ذمہ داری کو سنبھال رہے ہیں، تجویز کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکرمی و محترمی حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدکم

سلام مسنون، مجلس شوری منعقدہ صفر ۱۴۱۹ھ کی منظور شدہ تجویز جناب کے ملاحظہ کے لئے ارسال ہے:

تجویز ۶، باجازت صدر:

جناب مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری کی تحریر تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلی کے منصب کی ذمہ داری سے سبکدوشی کے بارے میں پیش ہوئی ——— شوری جناب مولانا موصوف کی اس سلسلہ میں خدمات کو بنظر استحسان دیکھتی ہے، اور شعبہ کی اہمیت اور ضرورت کی بناء پر تحریر کو قبول نہ کرتے ہوئے، جناب مولانا موصوف کی بحیثیت ناظم اعلی شعبہ سے

وابستگی کو بر قرار رکھتی ہے، نیز موصوف کو مشغولیت اوقات کی بناء پر مبلغ ایک ہزار روپیہ ماہانہ الاؤنس دیا جانا منظور کرتی ہے۔

(مولانا) نصیر احمد
قائم مقام مہتمم دار العلوم دیوبند
۱۴۱۹/۳/۶ھ

میں نے یہ وظیفہ لینے سے انکار کر دیا ہے
سعید احمد پالن پوری

(۳) مذکورہ بالا خدمات کے علاوہ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم جو تحریری اور تقریری خدمت موصوف کو سپرد فرماتے ہیں اس کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں جس کی تفصیل طویل ہے اس مختصر تعارف میں اس کی گنجائش نہیں۔

تصنیفی خدمات

موصوف کی تصانیف جو شائع ہو کر مشرق و مغرب میں پھیل چکی ہیں، ان کا تعارف درج ذیل ہے:

(۱) تفسیر ہدایت القرآن: یہ مقبول عام و خاص تفسیر ہے، پارہ ۳۰ اور ایک تا ۹ حضرت مولانا محمد عثمان کاشف الہاشمی صاحب رحمہ اللہ کے لکھے ہوئے ہیں اور ۱۰ تا ۱۵ موصوف نے لکھے ہیں، آگے کام جاری ہے۔

(۲) الفوز الکبیر کی تعریب جدید: یہ سابقہ تعریب کی تہذیب ہے، دار العلوم دیوبند اور دیگر مدارس عربیہ کے نصاب درس میں داخل ہے۔

(۳) العون الکبیر: یہ الفوز الکبیر کی بہترین عربی شرح ہے، پہلے قدیم تعریب کے مطابق تھی، اب جدید تعریب کے مطابق کر دی گئی ہے۔

(۴) فیض المنعم: یہ مقدمۂ مسلم شریف کی معیاری اردو شرح ہے، جو ترکیب، حل لغات اور فن حدیث کی ضروری بحثوں پر مشتمل ہے۔

(۵) تحفۃ الدرر: یہ نخبۃ الفکر کی بہترین اردو شرح ہے، کتب حدیث پڑھنے والوں خصوصاً

مشکوۃ شریف پڑھنے والوں کے لئے نہایت قیمتی سوغات ہے۔

⑥ مبادیٔ الفلسفہ: اس میں فلسفہ کی تمام اصطلاحات کی عربی زبان میں مختصر اور عمدہ وضاحت کی گئی ہے، دار العلوم دیوبند، اور دیگر مدارس عربیہ کے نصاب درس میں داخل ہے۔

⑦ معین الفلسفہ: یہ مبادیٔ الفلسفہ کی بہترین اردو شرح ہے، اور حکمت وفلسفہ کے پیچیدہ مسائل کی عمدہ وضاحت پر مشتمل معلومات افزا کتاب ہے۔

⑧ مفتاح التہذیب: یہ علامہ تفتازانی کی "تہذیب المنطق" کی ایسی عمدہ شرح ہے کہ اس سے "شرح تہذیب" جو مدارس عربیہ کے نصاب درس میں داخل ہے، خوب حل ہو جاتی ہے۔

⑨ آسان منطق: یہ تیسیر المنطق کی تہذیب ہے، دار العلوم دیوبند اور بہت سے مدارس میں "تیسیر المنطق" کی جگہ پڑھائی جاتی ہے۔

⑩ آسان نحو (دو حصے)

⑪ آسان صرف (دو حصے) علم نحو اور علم صرف کی جو کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں، ان میں عام طور پر تدریج کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے، جبکہ یہ بات نہایت ضروری ہے، اس نصاب کو اس ضرورت کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے، یہ نصاب نہایت مفید اور بہت سے مدارس میں داخل درس ہے۔

⑫ محفوظات: (تین حصے) یہ آیات واحادیث کا مجموعہ ہے، جو طلبہ کے حفظ کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ بہت سے مدارس ومکاتب میں داخل نصاب ہے۔

⑬ آپ فتوی کیسے دیں؟: یہ علامہ محمد امین بن عابدین شامی کی شہرۂ آفاق کتاب "شرح عقود رسم المفتی" کی نہایت عمدہ شرح ہے۔

⑭ کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟: یہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کی کتاب "توثیق الکلام" کی نہایت آسان عام فہم شرح ہے۔

⑮ حیات امام ابو داؤد: اس میں امام ابو داؤد سجستانی کی مکمل سوانح، سنن ابی داؤد کا تفصیلی تعارف، اور اس کی تمام شروحات ومتعلقات کا مفصل جائزہ سلیس اور دلنشین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

⑯ مشاہیر محدثین وفقہائے کرام اور تذکرہ راویان کتب حدیث: اس میں خلفاء راشدین، عشرۂ مبشرہ، ازواج مطہرات، بنات طیبات، مدینہ کے فقہائے سبعہ، مجتہدین امت، محدثین کرام،

راویان کتب حدیث، شارحین حدیث، فقہائے ملت مفسرین عظام متکلمین اسلام اور مشہور شخصیات کا مختصر جامع تذکرہ ہے۔ حدیث کے ہر استاذ اور طالب علم کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

(۱۷) حیات امام طحاوی: اس میں امام ابوجعفر طحاوی کے مفصل حالات زندگی، ناقدین پر رد، تصانیف کا تذکرہ، نظر طحاوی کی توضیح اور شرح معانی الآثار کا تفصیلی تعارف ہے۔

(۱۸) اسلام تغیر پذیر دنیا میں: یہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ اور جامعہ ملیہ دہلی کے سیمناروں میں پڑھے گئے چار قیمتی مقالوں کا مجموعہ ہے۔

(۱۹) نبوت نے انسانیت کو کیا دیا؟: یہ مقالہ جامعہ ملیہ دہلی کے ایک جلسہ میں پیش کیا گیا تھا، پہلے وہ علحدہ شائع ہوا تھا، اب اس کو "اسلام تغیر پذیر دنیا" میں شامل کر دیا گیا ہے۔

(۲۰) ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں: ناخن تراشنے، بغل کے بال اور زیر ناف لینے، مسواک کرنے، کلی اور ناک صاف کرنے، جسم کے جوڑوں کو دھونے، ختنہ کرنے، پانی سے استنجاء کرنے، بالوں میں مانگ نکالنے، مونچھیں تراشنے اور ڈاڑھی رکھنے کے متعلق واضح احکامات، مسائل، دلائل اور فضائل کا مجموعہ ہے، ڈاڑھی پر ہونے والے اعتراضوں کے جوابات بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔

(۲۱) حرمت مصاہرت: اس میں سسرالی اور دامادی رشتوں کے مفصل احکام، اور ناجائز انتفاع کا مدلل حکم بیان کیا گیا ہے۔

(۲۲) تسہیل ادلۂ کاملہ: یہ حضرت شیخ الہند کی مایۂ ناز کتاب "ادلۂ کاملہ" کی نہایت عمدہ شرح ہے اس میں غیر مقلدین کے چھیڑے ہوئے دس مشہور مسائل کی مکمل تفصیل ہے۔ موصوف نے یہ کتاب مجھے املا کرائی تھی میں نے اس کو مرتب کیا ہے، یہ شیخ الہند اکیڈمی سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۳) حواشی و عناوین ایضاح الادلۃ: ایضاح الادلۃ حضرت شیخ الہند کی شہرۂ آفاق کتاب ہے، اس پر موصوف نے نہایت مفید حواشی ارقام فرمائے ہیں، اور بغلی عناوین بڑھائے ہیں، یہ کتاب بھی شیخ الہند اکیڈمی سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۴) حواشی امداد الفتاوی: موصوف نے قیام راندیر کے زمانے میں یہ حواشی لکھنے شروع کئے تھے صرف جلد اول پر کام کیا تھا جو طبع ہو گیا ہے باقی جلدوں پر کام نہیں ہوا۔ یہ حواشی بھی اہل علم میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

(۲۵) افادات نانوتوی: یہ موصوف کا ایک نہایت قیمتی مضمون ہے، جس کو دار العلوم اشرفیہ راندیر کی تدریس کے زمانہ میں ارقام فرمایا تھا، اور اسی زمانہ میں الفرقان لکھنو میں قسط وار شائع ہوا تھا۔

(۲۶) افادات رشیدیہ: یہ موصوف کا دوسرا نہایت مفید مضمون ہے، جس کو دار العلوم دیوبند کی تدریس کے آغاز میں ارقام فرمایا تھا، اور اسی وقت رسالہ دار العلوم دیوبند میں قسط وار شائع ہوا تھا

یہ موصوف کی وہ تصانیف اور مضامین ہیں جو شائع ہو چکے ہیں، ان کے علاوہ درج ذیل تصانیف بھی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔

(۲۷) رحمۃ اللہ الواسعۃ: یہ حجۃ اللہ البالغہ کی مبسوط اردو شرح ہے، جو زیر تصنیف ہے حجۃ اللہ البالغہ کی تشریح ایک بھاری قرضہ ہے جو ڈھائی سو سال سے امت کے ذمہ باقی چلا آرہا ہے۔ مولانا موصوف عرصہ سے دار العلوم دیوبند میں حجۃ اللہ البالغہ پڑھاتے ہیں، اب آپ اس کی شرح تحریر فرمارہے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ شرح جلد پوری ہو اور منظر عام پر آئے (آمین)

(۲۸) تہذیب المغنی: المغنی علامہ محمد بن طاہر پٹنی قدس سرہ کی اسماء رجال پر بہترین کتاب ہے، موصوف نے اس کی عربی میں شرح لکھی ہے، مگر ابھی تک شائع نہیں ہوئی، کیونکہ ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوسکی ہے، باب الراء تک لکھی گئی ہے۔

(۲۹) زُبدۃ الطحاوی: یہ امام طحاوی کی شہرۂ آفاق کتاب "شرح معانی الآثار" کی عربی تلخیص ہے، مگر جہاں تک عام طور پر طحاوی شریف پڑھائی جاتی ہے وہاں تک کام ہوا ہے اس لئے اس کو شائع نہیں کیا گیا ہے۔

(۳۰) موصوف کے فتاوی: موصوف کے بہت سے فتاوی دار الافتاء دار العلوم دیوبند کے رجسٹروں میں اور بعض نہایت قیمتی فتاوی حضرت کے ذاتی رجسٹر میں محفوظ ہیں، مگر ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔

تبلیغی خدمات

مذکورہ بالا تعلیمی و تدریسی اور تصنیفی مصروفیات کے باوجود آپ ملک وبیرون ملک کے دورے کرتے رہتے ہیں، اور جو حضرات دینی باتیں سننے کے مشتاق ہیں، ان کو اپنی نواسنجیوں سے نوازتے

رہتے ہیں، اس کی تفصیل نہایت طویل ہے، مختصر یہ کہ آپ دارالعلوم دیوبند کی تدریس کو بحسن وخوبی انجام دیتے ہوئے اور تصنیفی کام جاری رکھتے ہوئے، درمیان سال میں وقتاً فوقتاً ملک وبیرون ملک کے مختصر دورے کرتے رہتے ہیں، اور رمضان المبارک کی طویل تعطیل میں کبھی برطانیہ، کبھی کناڈا، کبھی افریقہ اور امریکہ تشریف لے جاتے ہیں، ایک دن میں کئی کئی تقریریں کرتے ہیں، سعادت مند سامعین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، خوف خدا وفکر آخرت اور اعمال صالحہ پر ابھارتے رہتے ہیں، حرام اور منکر باتوں سے نہایت مؤثر انداز میں باز رہنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔

انداز خطابت اور تصنیفی خصوصیات

جس طرح موصوف کا انداز خطابت نہایت مؤثر، درس نہایت مقبول اور عام فہم ہوتا ہے، اسی طرح آپ کی تمام تصانیف نہایت آسان، عام فہم اور مقبول عام وخاص ہیں، آپ کی تقریریں نہایت مبسوط اور علمی نکات سے پُر، اور تحریریں نہایت مرتب، واضح اور جامع ہوتی ہیں، اسی لئے آپ کی کئی تصانیف دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس عربیہ کے نصاب درس میں داخل ہیں، اور ان ہی خصوصیات کی بناء پر حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب، دامت برکاتہم ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند آپ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

محترم المقام حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جزاکم اللہ خیر الجزاء: آپ نے مصطلحات فلسفہ کو یکجا جمع فرمادیا، طالب علم کو ابتداء میں اس سے بڑی مدد ملے گی، ان مصطلحات کو یاد کر لینے اور سمجھ لینے کے بعد ان شاء اللہ اس فن کے مباحث بھی مستحضر ہوسکیں گے، اس کی ضرورت ہے کہ دیگر فنون: علم نحو وصرف وغیرہ کے مبادیات ومصطلحات بھی اسی طرح مختصر انداز میں مرتب فرمادیں، تاکہ اساتذہ ان کو حفظ کرائیں، اور طالب علم کو ان فنون میں بصیرت ہوسکے، میں نے کچھ روز پیشتر مولوی خورشید انور صاحب سے کہا تھا کہ فقہ میں معاملات کی بحث میں بالخصوص جو اصطلاحی الفاظ

آتے ہیں، ان کی تعریفات جمع کر دی جائیں، تاکہ طالب علم ان تعریفات کو سمجھ لینے اور یاد کر لینے کے بعد کتاب میں پڑھتے ہوئے جزئیات کو ان پر منطبق کرتا چلے اور استاذ متنبہ کرتا رہے۔

الحمد للہ سلف صالح رحمہم اللہ سب کام کر گئے، ان کو تتبع اور تلاش کر کے جمع کر دیا جائے، ان شاء اللہ اس سے نفع کثیر کی توقع ہے، آپ جناب والا نے باحسن وجوہ فلسفہ کی اصطلاحات کو جمع فرمایا ہے، ضرورت ہے اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں، اور ہر فن کے مبادیات کو جمع فرمادیں، تعلیم و تعلم کے لئے ان شاء اللہ یہ چیز نفع کثیر کا سبب بنے گی، امید ہے کہ اس گذارش کو قبول فرمائیں گے والسلام

ارشد

۷ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

ترقیات کا راز

استاذ محترم کو اللہ جل شانہ وعم نوالہ نے بہت سی خوبیوں اور کمالات سے نوازا ہے، آپ کا ذوق لطیف، طبیعت سادہ اور نفیس ہے، مزاج میں استقلال اور اعتدال ہے، فطرت میں سلامت روی اور ذہن رسا کے مالک ہیں، زود نویس اور خوش نویس ہیں۔ حق و باطل اور صواب و خطاء کے درمیان امتیاز کرنے کی وافر صلاحیت رکھتے ہیں اور حقائق و معارف کے ادراک میں یکتائے زمانہ ہیں۔

اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ موصوف اپنے کاموں میں نہایت چست اور حالات کا جوانمردی سے مقابلہ کرنے والے ہیں، میں نے حضرت اقدس جیسا شب و روز محنت کرنے والا مصروف آدمی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، آپ کے تمام شاگرد جانتے ہیں کہ آپ کا درس کتنا مقبول ہے؟ اور جن حضرات کو آپ کی تصانیف دیکھنے، اور تقاریر سننے کا موقع ملا ہے، وہ جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف اور تقاریر کتنی پرمغز، مرتب اور جامع ہوتی ہیں؟ اور آپ کے خدام جانتے ہیں کہ حضرت اقدس اپنی اور اپنے متعلقین کی کتابوں کی تصحیح و طباعت کا کتنا اہتمام فرماتے ہیں اور اپنے بھائیوں اور اہل و عیال کی تعلیم و تربیت کا کس قدر خیال فرماتے ہیں؟

اجازت بیعت وارشاد

موصوف جس طرح علوم ظاہری میں درک و کمال رکھتے ہیں، اسی طرح علوم باطنی سے بھی

بہرہ ور ہیں، مگر اس کا اس قدر اخفاء فرماتے ہیں کہ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ صرف علوم ظاہری میں مہارت رکھتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ طالب علمی کے زمانہ سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ سے بیعت ہیں، اور دیگر بزرگان دین سے بھی فیض یافتہ ہیں، خاص طور پر حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی مجالس میں مظاہر علوم کی طالب علمی کے زمانہ میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری کے مجاز بیعت وارشاد ہیں، حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کی سند اجازت مندرجہ ذیل ہے (جو میں نے مولانا سے بمشکل حاصل کی ہے)

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
>
> محترم ومکرم جناب مولانا الحاج المفتی سعید احمد صاحب، استاذ حدیث دار العلوم دیوبند
>
> السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
>
> آپ کو توکلاً علی اللہ قلبی اطمینان اور شرح صدر کے ساتھ اجازت بیعت وتلقین دیتا ہوں، الحمد للہ آپ میں علماً وعملاً ہر طرح سے اس کی صلاحیت واہلیت موجود ہے، جو اجازت کی بناء ہے، ذلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء۔
>
> حق تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کر کے اصلاح وتربیت اور تعلیم وتلقین کا کام شروع فرمادیں، حضرت تھانویؒ کی تصانیف، مواعظ وملفوظات کا خود بھی مطالعہ فرماتے رہیں، اور کسی وقت پاس بیٹھنے والوں کو سنادیا کریں، دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو ترقیات ظاہرہ وباطنہ سے نوازے، احقر کو دعا میں یاد رکھیں، والسلام
>
> مظفر حسین المظاہری ۲۱ر جمادی الاولی ۱۴۱۸ھ
>
> مدیر الجامعۃ الاسلامیۃ بمظاہر علوم (وقف)
>
> سہارن پور (یو، پی) الہند۔

زیارت حرمین شریفین

موصوف کئی بار زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کر چکے ہیں، سب سے پہلے ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں اہلیہ محترمہ کے ساتھ پانی کے جہاز سے سفر کیا، اور فریضۂ حج ادا کیا ـــــــ پھر

۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں افریقہ سے دوسرا حج کیا، چونکہ آپ پہلے فرض حج ادا کر چکے تھے، اس لئے موصوف نے یہ دوسرا حج آنحضرت ﷺ کی طرف سے حج بدل کے طور پر کیا ہے ——— پھر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۹۰ء میں سعودی وزارت حج واوقاف کے مہمان کی حیثیت سے تیسرا حج کیا ——— اور ایک بار ربیع الاول ۱۴۱۴ھ میں عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

رحلت والدین ماجدین

جس زمانہ میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری ڈابھیل میں پڑھاتے تھے، اس وقت والد صاحب ڈابھیل میں پڑھتے تھے۔ اور حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ کے خادم خاص تھے، مگر گھریلو احوال کی وجہ سے تعلیم مکمل نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے اپنے صاحب زادوں کو علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا بدر عالم میرٹھی، اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری جیسا عالم بنانے کا عظیم جذبہ رکھتے تھے، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ نے والد صاحب کو یہ وصیت کی تھی کہ:

"یوسف! اگر تم اپنے لڑکوں کو اچھا عالم بنانا چاہتے ہو، تو حرام اور ناجائز مال سے پرہیز کرنا، اور بچوں کو بھی ناجائز اور حرام مال سے بچانا، کیونکہ علم ایک نور ہے، ناجائز اور حرام مال سے جو بدن پروان چڑھتا ہے اس میں یہ نور داخل نہیں ہوتا ——— یہ نصیحت حضرت مولانا نے والد ماجد کو اس لئے کی تھی کہ اس زمانہ میں ہماری ساری قوم بنیوں کے سود میں پھنسی ہوئی تھی اسی زمانہ میں ہمارے دادا نے بنیے سے سودی قرض لے کر ایک زمین کرایہ پر لی تھی، والد صاحب اس زمانہ میں ڈابھیل کے طالب علم تھے، والد صاحب نے اس معاملہ میں دادا سے اختلاف کیا تو دادا نے والد صاحب کو الگ کر دیا چنانچہ والد صاحب کو حرام سے بچنے کے لئے مجبوراً تعلیم چھوڑ کر اپنا گھر سنبھالنا پڑا اور تہیہ کیا کہ چاہے بھوکا رہوں گا مگر حرام کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا تاکہ میں نہیں پڑھ سکا تو اللہ تعالیٰ میری اولاد کو علم دین عطا فرمائیں۔

چنانچہ والد صاحب، ناجائز اور حرام مال بلکہ مشتبہ مال سے بھی پرہیز کرتے تھے، اور اپنی اولاد کو بھی بچاتے تھے، اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ فرماتے تھے، صوم و صلوٰۃ کے ایسے

پابند تھے کہ میرے علم کے مطابق ان کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد والد صاحب نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا تھا سات آٹھ پارے حفظ کر لئے تھے، مگر عمر نے وفا نہیں کی، ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ میں ایک رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے، گرمی کا احساس ہوا تو غسل کیا، کپڑے بدل رہے تھے کہ سینہ میں تکلیف شروع ہوئی، بھائی عبد المجید کو آواز دی، بھائی عبد المجید جلدی سے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ والد صاحب کا پورا بدن پسینہ سے تر ہے، اور والد صاحب سینہ دبا کر چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں، جب بھائی مولوی عبد المجید صاحب نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے، بھائی عبد الرحمٰن جو ایک آدھ میل کے فاصلہ پر رہتے تھے ان کو اور ڈاکٹر کو بلانے کی فکر کرنے لگے، تو والد صاحب نے فرمایا کہ: ڈاکٹر کو بلانے کی ضرورت نہیں، یہ کہہ کر تھوڑی دیر میں اللہ کو پیارے ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف اور راقم الحروف کی والدہ ماجدہ دین کی ضروری باتوں سے واقف، امور خانہ داری میں ماہر، نہایت سلیقہ مند، نماز روزے کا خوب اہتمام کرنے والی صالحہ عابدہ اور صابرہ شاکرہ خاتون تھیں، ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو عاشورہ کا روزہ رکھ کر اپنے سب سے بڑے بھائی حضرت مولانا ولی محمد صاحب زید مجدہم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جو حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کے ڈابھیل کے زمانہ کے شاگرد ہیں، اور اب تک بقید حیات ہیں، مغرب کے وقت روزہ افطار کیا، نماز پڑھی۔ پھر سب نے کھانا کھایا، اور سب آرام کرنے کے لئے چارپائی پر دراز ہو گئے۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو والد صاحب کو اور بھائی مولوی عبد المجید کو آواز دے کر اٹھایا اور نماز کے لئے روانہ کیا ہماری چھوٹی بہن سارہ خاتون اپنی بچی کو لے کر لیٹی ہوئی تھیں ان کو اٹھایا تاکہ عشاء کی نماز پڑھیں وہ اٹھ کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئیں۔ جب عشاء کی نماز پڑھ کر والد صاحب تشریف لائے تو دیکھا کہ والدہ ماجدہ کے بال چارپائی سے نیچے لٹک رہے ہیں، والد صاحب نے دو تین مرتبہ آواز دی کہ آپ اس طرح کیوں سو رہی ہیں؟، مگر والدہ ماجدہ نے کوئی جواب نہیں دیا، والد صاحب نے بالوں کو درست کرنے کے لئے ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ روح پرواز کر چکی ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ والدین ماجدین کی بال بال مغفرت فرمائیں! جنت الفردوس کا مکین بنائیں! اور ان کی قبروں کو نور سے بھر دیں! آمین یارب العالمین۔

اس حادثۂ عظیمہ پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ نے برادر

محترم کے نام جو تعزیتی خط ارسال فرمایا تھا وہ حسب ذیل ہے:

۲۴/۱/۹۹ھ ۷۸۶

مکرم و محترم مولانا سعید احمد صاحب

سلام مسنون، آپ کے خط سے والدہ ماجدہ کے اچانک حادثۂ ارتحال کی اطلاع سے ملال ہوا، اناللہ وانا الیہ راجعون، والدین کا سایہ حقیقتاً ایک غنیمت کبری اور سعادت عظمی ہے، اس سے محرومی پر جتنا بھی قلق اور رنج ہو کم ہے، تاہم مشیت الٰہی پر راضی ہونے اور صبر کرنے کے بارہ میں آپ کے سامنے کیا عرض کیا جائے، حق تعالیٰ مرحومہ کو وہاں کی راحتیں عطا فرمائیں۔ اور متعلقین و اہل خاندان کو ان کی حسنات و برکات کا صحیح وارث بنائے، دار العلوم میں ختم قرآن وایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، ہم سب کی طرف سے مضمون تعزیت اہل خاندان تک پہنچادیں۔ والسلام

محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند

بھائیوں کی تعلیم وتربیت

موصوف کے ایک اخیافی (ماں شریک) چار حقیقی بھائی اور چار حقیقی بہنیں ہیں، اخیافی بھائی کا نام احمد ہے، جو آپ سے بڑے ہیں، اور حقیقی بھائی بہنوں میں آپ سب سے بڑے ہیں، پھر بھائی عبد الرحمٰن، پھر بھائی مولوی عبد المجید، پھر راقم الحروف، پھر بھائی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ہیں جب آپ نے دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، اس وقت بھائی عبد الرحمٰن کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو چکی تھی، راقم الحروف اور بھائی عبد المجید مکتب میں پڑھ رہے تھے، اس لئے پہلے احقر کو اپنے ہمراہ دیوبند لائے، پھر ایک سال کے بعد بھائی عبد المجید کو بھی بلالیا۔ اور فتوی نویسی کی مشق اور کتب فقہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ہم دونوں بھائیوں کو پڑھاتے رہے —— جب آپ مدرس ہو کر راندیر (سورت) تشریف لے گئے تو ہم دونوں اور سب سے چھوٹے بھائی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، جو اس وقت دار العلوم اشرفیہ راندیر میں ترمذی شریف وغیرہ کتابیں پڑھاتے ہیں، سب کو اپنے ہمراہ راندیر لے گئے، اور دار العلوم اشرفیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ ہم تینوں بھائیوں کو پڑھاتے رہے، یہ موصوف کی عجیب مصروفیت کا زمانہ تھا، ہم تینوں بھائی

چونکہ آپ ہی کے پاس پڑھتے تھے، اس لئے دوپہر کو جب پڑھا کر اپنی قیام گاہ پر آتے تھے، تو ہم تینوں بھائیوں کا پچھلا سبق سنتے تھے، آگے سبق پڑھاتے تھے، اور سب کے لئے سالن خود ہی پکاتے تھے، مگر ہفتہ میں صرف دو مرتبہ، روٹیاں کبھی آپ کبھی بھائی عبد المجید پکالیا کرتے تھے، پھر جب ہم نے عربی کی کتابیں شروع کیں، تو دار العلوم اشرفیہ میں ہمارا داخلہ کردیا، اور آپ کا بوجھ قدرے ہلکا ہوا، اس کے بعد تمام بھائیوں کی فراغت تک نگرانی کرتے رہے، **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

اہل و عیال کی تعلیم و تربیت

آپ کا رشتہ ازدواج اور عقد مسنون آپ کے ماموں حافظ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شیرا کی بڑی صاحب زادی سے ۱۳۸۴ھ کے اواخر میں ہوا، جو قرآن کریم کے جید حافظ تھے، اور اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد اکثر و بیشتر ۲۴ گھنٹہ میں ایک قرآن کریم ختم کرکے والدہ ماجدہ کو اس کا ثواب پہنچاتے تھے۔ مگر جوانی کے عالم میں دو صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادے کو چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے، ان کے انتقال کے بعد ان کے بچوں کی، بچوں کے دادا اور ہمارے نانا صاحب نے اور ماموں عبد الرحمٰن صاحب شیرا نے پرورش فرمائی، اور ان کی شادیاں کیں۔

موصوف کی اہلیہ محترمہ (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائیں!) نہایت صابرہ شاکرہ اور عابدہ زاہدہ خاتون ہیں، قرآن کریم کی جید حافظہ ہیں اور اپنے اکثر بچوں کی حفظ قرآن میں استاذ ہیں، محترمہ نے نکاح کے بعد امور خانہ داری کو خود انجام دیتے ہوئے حضرت مولانا ہی سے پورا قرآن کریم حفظ کیا ہے، حفظ کے دوران اور حفظ کی تکمیل کے بعد اپنے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کو حفظ کرایا اور کرارہی ہیں ——— ان ہی نیک پارسا خاتون کے بطن سے موصوف کے گیارہ صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں پیدا ہوئیں، جن میں سب سے بڑے صاحب زادے ایک حادثہ میں شہید ہوگئے، اور ایک صاحب زادی بچپن میں انتقال کرگئی، دس صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں بقید حیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمریں دراز فرمائیں! اور سب کو علم و عمل میں اپنے والد ماجد کا جانشین بنائیں۔

مولانا کے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کے نام مع تاریخ ولادت و مختصر احوال درج

ذیل ہیں:

(۱) جناب حافظ مولوی مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ ولادت ۴؍ جمادی الثانیہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۰؍ ستمبر ۱۹۶۶ء وفات ۵؍ شوال ۱۴۱۵ھ مطابق ۷؍ مارچ ۱۹۹۵ء، فراغت کے بعد آپ نے ایک سال راندیر میں جامعہ حسینیہ میں متوسطات پڑھائی تھیں۔

(۲) جناب حافظ سعید احمد صاحب سلمہ (یہ صاحب زادے بالکل آپ کے ہم نام ہیں) ولادت یکم ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق یکم فروری ۱۹۶۸ء آپ نے ہدایہ تک پڑھ کر تعلیم چھوڑ دی ہے، اور اب سورت میں رام پورہ کے دار العلوم میں حفظ کے استاذ ہیں۔

(۳) جناب حافظ مولوی وحید احمد صاحب سلمہ۔ یہ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور دیوبند میں مکتبہ وحیدیہ کے مالک ہیں، ولادت ۱۷؍ جمادی الاولی ۱۳۸۹ھ مطابق ۲؍ اگست ۱۹۶۹ء میں ہوئی۔

(۴) مرحومہ عائشہ، ولادت ۱۳؍ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ مطابق ۷؍ جولائی ۱۹۷۱ء وفات بمقام راندیر ۲۰؍ اپریل ۱۹۷۳ء مطابق ۱۶؍ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ بروز جمعہ۔

(۵) جناب حافظ مولوی حسن احمد صاحب سلمہ: ولادت ۱۴؍ محرم ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۸؍ فروری ۱۹۷۳ء آپ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں، اور گھر میں کمپیوٹر آپریٹر ہیں، یہ کتاب وہی کمپوز کر رہے ہیں۔

(۶) جناب حافظ مفتی مولوی حسین احمد صاحب سلمہ: ولادت ۲؍ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴؍ جون ۱۹۷۴ء بروز پیر، فاضل دار العلوم دیوبند ہیں، فراغت کے بعد دو سال راندیر میں دار العلوم اشرفیہ میں پڑھایا، پھر تعلیم چھوڑ کر دار الافتاء کی تکمیل کی۔ اب امروہہ کی جامع مسجد کے مدرسہ میں حدیث شریف کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔

(۷) جناب حافظ مولوی محمد ابراہیم صاحب سلمہ ولادت شعبان ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء: دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور اب نافع العلوم کورانہ ضلع غازی آباد میں ہدایہ وغیرہ پڑھاتے ہیں

(۸) حافظ محمد قاسم سلمہ: ولادت ۱۵؍ مارچ ۱۹۷۸ء۔ عربی سوم تک پڑھ کر تعلیم سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں۔ اب گھر میں بچوں کی تعلیم میں اپنے والد ماجد کے معاون ہیں۔

(۹) حافظہ عائشہ سلمہا: ولادت جنوری ۱۹۷۹ء اس وقت اپنے والد ماجد سے فارسی اور عربی پڑھ رہی ہیں۔

(۱۰) حافظ محمد سلمہ: ولادت فروری ۱۹۸۱ء اس سال دارالعلوم دیوبند میں عربی ششم کے طالب علم ہیں۔

(۱۱) حافظ احمد سلمہ ولادت ۴؍صفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۱۹۸۲ء دارالعلوم دیوبند میں عربی سوم کے طالب علم ہیں۔

(۱۲) حافظہ فاطمہ سلمہا (تاریخ ولادت نہیں ملی) اپنے والد ماجد سے فارسی اور عربی پڑھ رہی ہیں

(۱۳) حافظ عبداللہ سلمہ (تاریخ ولادت نہیں ملی) اپنے والد ماجد سے فارسی اور عربی پڑھ رہے ہیں

(۱۴) حافظ عبید اللہ سلمہ ولادت ۹؍صفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۲؍ستمبر ۱۹۸۸ء اس وقت حفظ کر رہے ہیں۔

مولانا نے اور بھاوج صاحبہ نے اپنے بچوں کی کس طرح پرورش اور تربیت فرمائی ہے اس کی تفصیل طویل ہے، ان اوراق میں اس کی گنجائش نہیں، مختصر یہ کہ موصوف کو قرآن کریم سے اس قدر لگاؤ ہے کہ فارغ ہونے کے بعد پہلے خود قرآن کریم حفظ کیا، راقم الحروف کو کرایا، پھر اہلیہ محترمہ کو حافظہ بنایا۔ اور ان ہی کی بدولت اپنے تمام صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کو حافظ قرآن بنایا، اور اب بھاوج صاحبہ مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے صاحب زادوں اور اپنے صاحب زادوں کی دلہنوں کو حافظ قرآن بنا رہی ہیں۔ دو دلہنیں حفظ کر چکی ہیں اور دو کر رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں اور کاموں میں برکت فرمائیں (آمین)

حادثۂ فاجعہ

موصوف کے سب سے بڑے صاحب زادے حافظ مولوی مفتی رشید احمد رحمہ اللہ، جن کا نکاح ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ میں حضرت مولانا مفتی محمد آدم صاحب بھیلونی زید مجدہم کی سب سے بڑی صاحب زادی سے ہوا تھا، نکاح کے بعد دو صاحب زادے پیدا ہو چکے تھے (۱) عزیزم مسیح اللہ سلمہ (۲) عزیزم سمیع اللہ سلمہ، مرحوم کی اہلیہ اپنے میکہ میں تھیں، والد محترم حضرت مولانا سعید احمد صاحب لندن میں تھے کہ ۴؍شوال ۱۴۱۵ھ کو کسی ضرورت سے مفتی رشید احمد عصر کے بعد مظفر نگر گئے، لوٹنے میں دیر ہو گئی، دیوبند آنے والی آخری بس نہ مل سکی، دیوبند آنے والی سڑک پر کھڑے تھے کہ ایک ٹرک آیا جو دیوبند آرہا تھا، اور اس میں تیزاب کے ڈرم بھرے ہوئے تھے مرحوم کے ساتھ دیوبند آنے والے تیس چالیس آدمی اور تھے، سب نے ٹرک ڈرائیور کو اشارہ کیا، ڈرائیور نے ٹرک

روک کر دیوبند کی تمام سواریاں لے لیں، چونکہ ٹرک میں تیزاب کے ڈرم بھرے ہوئے تھے، اس لئے تمام لوگ ایک طرف کھڑے ہوگئے، ٹرک روانہ ہوا، مگر تمام سواریوں کے ایک طرف کھڑے ہونے کی وجہ سے ٹرک کا توازن صحیح نہیں رہا، تھوڑی دور جاکر ٹرک ایک طرف جھک گیا، جھکتے ہی تمام سواریاں نیچے گر پڑیں، اور تیزاب کے ڈرم ان کے اوپر گرے، گرتے ہی ان کی ڈاٹیں کھل گئیں، اور تمام سواریاں تیزاب سے تربتر ہوگئیں، مظفر نگر کا سرکاری اسپتال چونکہ جائے حادثہ سے بہت قریب تھا، اس لئے تمام زخمیوں کو فوری طور پر اسپتال پہنچایا گیا، اکثر زخمی اسپتال میں پہنچتے ہی مرگئے، مرحوم مفتی رشید احمد صاحب بھی بری طرح زخمی تھے، پھر بھی گھر کا فون نمبر بتایا، رات گیارہ بجے کے قریب فون آیا کہ مولوی رشید احمد صاحب کی حالت نازک ہے، فوراً مظفرنگر سرکاری اسپتال پہنچیں، گھر والوں نے فوراً احقر کو بلایا، اور صورت حال سے آگاہ کیا، احقر فوراً عزیزم حافظ سعید احمد سلمہ، اور حافظ امیر عالم صاحب اور بھائی غیوب کے ہمراہ ٹیکسی کے ذریعہ رات بارہ بجے مظفر نگر پہنچا، تو دیکھا کہ مفتی رشید احمد صاحب کی زبان بند ہوچکی ہے، ڈاکٹر پاس کھڑا ہے، اور دو آدمی مرحوم کو تھامے ہوئے ہیں، ہمیں دیکھتے ہی وہ آدمی اپنے مریضوں کے پاس چلے گئے۔ پورا ہال زخمیوں سے بھرا پڑا تھا، اور تمام زخمی تڑپ رہے تھے، ایک طالب علم بری طرح چلا رہا تھا، اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، قیامت کا منظر بپا تھا، زخمیوں کے مرنے پر ہر طرف آہ و بکا اور گریہ وزاری کا عالم تھا، ہم نے مرحوم کو بلانے کی بہت کوشش کی، مگر مرحوم نے کوئی جواب نہیں دیا، ڈاکٹر نے ہمیں دوائیوں کا ایک پرچہ دیا اور کہا کہ یہ دوائیں جلدی سے لے آؤ، عزیزم سعید احمد اور بھائی غیوب دونوں مرحوم کے پاس رہے، احقر اور حافظ امیر عالم صاحب دونوں بازار دوائیاں لینے کے لئے گئے، لیکن رات آدھی ہوچکی تھی، تمام میڈیکل اسٹور بند ہوچکے تھے، بڑی مشکل سے ایک میڈیکل اسٹور کھلوایا، اور دوائیاں لے کر اسپتال پہنچے تو دیکھا کہ بھائی غیوب اور عزیزم سعید احمد سلمہ دونوں باہر کھڑے ہیں، ہمیں دیکھتے ہی دونوں آب دیدہ ہوکر کہنے لگے کہ: مرحوم اللہ کی رحمت میں چلے گئے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

احقر نے عزیزم سعید احمد سلمہ اور حافظ امیر عالم صاحب کو گھر بھیجا، تاکہ گھر والوں کو سانحہ ارتحال کی اطلاع کریں اور ان کو سنبھالیں، احقر اور بھائی غیوب دونوں رات بھر ہسپتال میں رہے، صبح گیارہ بجے پوسٹ مارٹم کے بعد جنازہ کو لے کر دیوبند پہنچے، فوراً غسل دیا گیا، اور ظہر کے بعد

احاطہ مولسری میں نماز جنازہ پڑھ کر دار العلوم کے قبرستان میں حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندی کے آغوش میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی قبر کو نور سے بھر دیں، ان پر رحمتوں کی بارشیں برسائیں، والدین کو صبر جمیل عطا فرمائیں، اور ان کے دونوں بچوں کو ان کے حسنات وکمالات کا جانشین بنائیں، آمین یارب العالمین!

اس سانحۂ ارتحال پر دار العلوم دیوبند کی مجلس عاملہ نے جو تجویز تعزیت منظور کی وہ مندرجہ ذیل ہے:

باسمہ تعالیٰ

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بخیر وعافیت ہوں گے، دار العلوم دیوبند کی مجلس عاملہ منعقدہ ۲۳ ر ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ نے اپنے اجلاس میں مولانا رشید احمد پالن پوری رحمہ اللہ کے سانحۂ ارتحال پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار فرماتے ہوئے دعائے مغفرت کی، اور تجویز تعزیت منظور کی، جس کی کاپی ہمرشتۂ عریضہ ارسال ہے —— مجلس کی طرف سے جملہ پسماندگان اور اہل خاندان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش فرمادیں، شکر گذار ہوں گا۔ والسلام

(مولانا) مرغوب الرحمٰن عفی عنہ

مہتمم دار العلوم دیوبند، ۵/۱/۱۴۱۶ھ

تجویز تعزیت:

جناب مولانا رشید احمد صاحب پالن پوری مرحوم پسر حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہم

مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جواں سال فاضل دار العلوم دیوبند مولانا رشید احمد پالن پوری مرحوم کے جانگداز سانحۂ وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں مرحوم کی مغفرت اور ترقی درجات کے لئے دعا گو ہے۔

مولانا رشید احمد پالن پوری مرحوم نے اپنے والد محترم حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہم کی تربیت میں علوم دینیہ کی تکمیل کی، اور صرف چھ سال پہلے ۱۴۱۰ھ میں وہ

دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے تھے پھر ایک سال انھوں نے دار الافتاء میں صرف کیا، اسی دوران مرحوم نے بعض درسی کتابوں کی شرح لکھی، جن میں سے کچھ طبع بھی ہوئیں، طبیعت میں علم دوستی، صالحیت اور سلامتی کے جوہر نمایاں تھے، اور امید کی جاتی تھی کہ والد محترم کی زیر تربیت روشنی حاصل کرنے والا یہ جوان مستقبل میں ایک درخشندہ ستارہ بن کر چمکے گا، مگر قضاء وقدر کے فیصلوں میں لب کشائی کی گنجائش نہیں، افسوس کہ مظفر نگر سے دیوبند آتے ہوئے مرحوم ایک جانگداز حادثہ میں جان بحق ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجلس عاملہ مولانا رشید احمد مرحوم کے حادثہ وفات پر گہرے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ اور مرحوم کے اہل خاندان خصوصا ان کے والد محترم حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتی ہے، اور دعا گو ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے، اور تمام اہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرما کر اجر جزیل کا مستحق بنائیں۔ آمین۔

مرغوب الرحمٰن عفی عنہ

ایک اہم وصیت جس کا تذکرہ فائدہ سے خالی نہیں

لڑکوں کی موجودگی میں پوتوں کا میراث سے محروم ہونا فرائض کا ایک معروف مسئلہ ہے، اور یہ فرائض کے معروف ضابطہ فالأقرب فالأقرب پر متفرع ہے۔ اسی ضابطہ سے باپ کی موجودگی میں دادا محروم رہتا ہے، بھائی کی موجودگی میں دوسرے بھائی کی اولاد محروم رہتی ہے، مگر پوتوں کے مسئلہ کو لے کر بہت سے لوگ اسلامی تعلیمات پر لب کشائی کرتے ہیں کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ لڑکے تو میراث پائیں اور پوتے پوتیاں، جو عام طور پر کمزور اور بے سہارا رہ جاتے ہیں، محروم ہو جائیں؟ یہ اعتراض درحقیقت مسلمانوں کے غلط طرز عمل سے پیدا ہوا ہے۔ اسلامی تعلیمات تو ہر طرح کامل و مکمل ہیں، مگر مسلمان ان پر صحیح طریقہ سے عمل نہ کریں تو اس کا کیا علاج؟ اسلام نے تہائی ترکہ میں میت کا وصیت کا حق تسلیم کیا ہے تاکہ وہ ایسی ناگہانی ضروریات میں اس حق کو استعمال کرے، دادا کو چاہئے کہ وہ پہلی فرصت میں پوتوں پوتیوں کے لئے تہائی میں سے وصیت کرے، اور بوقت حاجت ان کے لئے بیٹوں کے حصہ سے زیادہ بھی وصیت کرسکتا ہے۔ اب اگر دادا امروز و فردا کرتا رہے یا مال کی محبت میں وصیت کی ہمت نہ کرے اور اچانک چل بسے اور پوتے پوتیاں محروم رہ جائیں تو یہ اسلامی تعلیمات کا قصور نہیں بلکہ دادا کی کوتاہی اس کا باعث ہے۔ اور شریعت

نے پوتے پوتیوں کا حق اس لئے متعین نہیں کیا کہ دادا اپنے لڑکوں سے زیادہ اگر ضرورت متقاضی ہو تو دے سکے، مسئلہ کی اس ضروری وضاحت کے بعد اب میں حضرت والا کے اس مختصر تعارف کو ان کی ایک وصیت پر ختم کرتا ہوں تا کہ جو لوگ آپ جیسے حالات سے دوچار ہوں وہ موصوف کی طرح اپنے پوتوں پوتیوں کے لئے بروقت وصیت کردیں، لیت و لعل نہ کریں، زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، خدانخواستہ اچانک چل دے اور وصیت نہ کی تو ان بچوں کی پریشانی کے علاوہ دادا کا یہ عمل اسلامی تعلیمات پر اعتراض کا باعث بن جائے گا۔

جب مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی اچانک شہادت کا قصہ پیش آیا اور وطن سے تمام بھائی بہن اور اعزاء تعزیت کے لئے دیوبند آئے تو بھائی صاحب نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور بہنوں کے سامنے مرحوم کے بچوں کے لئے یہ وصیت کی کہ:

"جب تک میں زندہ ہوں مرحوم کے دونوں بچوں کی اپنے بچوں کی طرح پرورش کرتا رہوں گا، میری وفات کے بعد میرے ترکہ میں سے مرحوم کے ہر بچہ کو ایک ایک لڑکے کے برابر حصہ ملے گا، کیونکہ دو لڑکوں کی میراث بھی تہائی سے کم رہے گی اور مجھے تہائی میں وصیت کا حق ہے، سب اہل خاندان اس کے گواہ ہیں (مرحوم کی اہلیہ کی دوسری جگہ شادی ہوگئی ہے)

اس وصیت کے بعد موصوف کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا کہ: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میرا ایک بچہ لے لیا، اور اس کے بدل میں دو بچے عنایت فرمائے، اب میرے بارہ لڑکے ہوگئے (یہ حضرت مولانا کا ایک اشارہ ہے جس کی تفصیل طویل ہے۔ مولانا پندرہ سال سے برابر اپنی اہلیہ صاحبہ سے یہ بات فرماتے رہتے تھے کہ میری قسمت میں لڑکے بارہ ہیں۔ یہ بات اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ میں سے ایک لے لیا اور اس کے دو دیدیئے تو بارہ کی تعداد مکمل ہوگئی) —— اللہ ان کی عمریں دراز فرمائیں، اور سب کو موصوف کی خوبیوں اور نیکیوں کا وارث بنائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین بن یوسف پالن پوری غفرلہ ولوالدیہ

خادم حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند (یو، پی)

۶ر شعبان ۱۴۲۰ھ ۱۵ر نومبر ۱۹۹۹ء بروز پیر